’’شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا‘‘ اور اُن کا حکم

مولانا انعام اللہ
فاضلِ جامعہ وچیف ریسرچ آفیسر اسلامی نظریاتی کونسل

(چوتھی قسط)

اب یہ بات محتاجِ بیان ہے کہ شریعتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں ان احکام کی مشروعیت کس حیثیت سے ہے؟ شرائع سابقہ کے احکام کی حیثیت سے؟ یا شریعتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے احکام کی حیثیت سے؟ اس حوالے سے مختلف اقوال ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

بعداز بعثت ’’شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا‘‘ کی پیروی کے حوالے سے چار اقوال

پہلاقول:...... ’’شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا‘‘ کے تمام احکام کی اتباع ہمارے اوپر واجب ہے، جب تک ناسخ نہ آئے۔

دوسراقول:...... ’’شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا‘‘ کے کسی بھی حکم کی اتباع ہمارے اوپر واجب نہیں، الا یہ کہ عمل کرنے کا حکم دلیل سے ثابت ہوجائے۔

تیسراقول:...... ’’شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا‘‘ کے تمام احکام کی اتباع ہمارے اوپر لازم ہے، لیکن اس حیثیت سے کہ ہماری شریعت بن گئی۔

چوتھاقول:...... ’’شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا‘‘ کے ان احکام کی پیروی ہمارے اوپر لازم ہے، جن کو قرآن مجید یا احادیثِ نبویہ میں انکار یا تردید کے بغیر نقل کیا جائے۔

چوتھا اور آخری قول راجح ہے، وجوہِ ترجیح آگے تفصیلاً آرہی ہیں۔ امام بزدوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ: یَلْزَمُنَا شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا حَتّٰی یَقُوْمَ الدَّلِیْلُ عَلَی النَّسْخِ بِمَنْزِلَۃِ شَرَائِعِنَا وَقَالَ بَعْضُھُمْ : لَا یَلْزَمُنَا حَتّٰی یَقُوْمَ الدَّلِیْلُ وَقَالَ بَعْضُھُمْ: یَلْزَمُنَا عَلٰی أَنَّہٗ شَرِیْعَتُنَا۔‘‘(۱)

’’بعض علماء کا قول یہ ہے کہ ہمارے اوپر شرائع سابقہ کی پیروی اس وقت تک مطلقاً لازم ہے، جب تک نسخ کی کوئی دلیل قائم نہ ہو، جیسے ہماری اپنی شریعت کا حکم ہے۔ بعض کا قول یہ

ہے کہ پیروی اس وقت تک لازم نہیں، جب تک پیروی کرنے کی کوئی دلیل قائم نہ ہو، جبکہ بعض کا قول یہ ہے کہ اس حیثیت سے پیروی لازم ہے کہ وہ ہماری شریعت بن گئی۔''

بہرحال! اس عبارت میں بیان کردہ مسالک حسبِ ذیل چار قواعد پر مبنی ہیں:

قواعدِ اربعہ

پہلا قاعدہ:......شرائع سماویہ میں اصل استمرار و بقاء ہے۔

دوسرا قاعدہ:...... ہر آسمانی شریعت پہلے نبی کی وفات یا دوسرے نبی کی بعثت کے ساتھ اختتام پذیر ہو جاتی ہے۔

تیسرا قاعدہ:......شرائع سابقہ میں سے غیر ثابت النسخ احکام پر بحیثیت اپنی شریعت کے عمل لازم ہے۔

چوتھا قاعدہ:......ثبوتِ شرعی کی بنیاد پر شرائع سابقہ کے احکام کی اتباع لازم ہے۔

پہلے قول کی وضاحت اور دلائل

''شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا'' کی اتباع ہمارے اوپر واجب ہے، جب تک ناسخ نہ آئے۔

اس قول کی بنیاد یہ قاعدہ ہے کہ: ''شرائع سماویہ میں اصل استمرار وبقاء ہے۔'' گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد بھی سابقہ شریعتیں برقرار ہیں، منسوخ نہیں ہیں۔ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''فَأَمَّا الْفَرِيق الأولُ قَالُوا: صفة الْإِطْلَاق فِي الشَّيْءِ يَقْتَضِي التَّأْبِيدَ فِيهِ إِذا كَانَ مُحتملا للتأبيد،فالتوقيت يكون زِيَادَة فِيهِ لَا يجوز إثْبَاته إِلَّا بِالدَّلِيلِ۔''(۲)

''پہلے فریق کا کہنا ہے کہ کسی حکم کا مطلق ہونا تأبید (ہمیشگی) کا متقاضی ہے، اگر اس میں تأبید کا احتمال ہو، پس اس کو کسی وقت کے ساتھ خاص کرنا اس میں اضافہ کرنے کے مترادف ہے، جو دلیل کے بغیر جائز نہیں۔''

پہلے مسلک کے دلائل

نقلی دلائل، مشتمل بر آیاتِ قرآنیہ

پہلی آیت کریمہ اور طریقۂ استدلال

''أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ۔'' (الانعام:۹۰)

''یہ وہ لوگ تھے جن کو ہدایت کی اللہ نے، سو تو چل ان کے طریقہ پر۔''

اس آیت کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گزشتہ انبیاء کی ''ھُدٰی'' (تعلیمات) کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے اور ''ھُدٰی'' کے مفہوم میں ایمان اور شرائع دونوں شامل ہیں، اس لیے کہ دونوں کے مجموعے کی پیروی سے ہدایت ملتی ہے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گزشتہ شریعتوں کی پیروی واجب ہوئی۔ ''ھُدٰی'' ایمان وشرائع کا مجموعہ ہے، اس کی دلیل سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیت کریمہ ہیں، ارشادِ ربانی ہے:

''هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ .... إلٰى........ أُولٰئِکَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَأُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔'' (البقرۃ:۲-۵)

''راہ بتلاتی ہے ڈرنے والوں کو جو کہ یقین کرتے ہیں بے دیکھی چیزوں کا، اور قائم رکھتے ہیں نماز کو، اور جو ہم نے روزی دی ہے ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں، وہی لوگ ہیں ہدایت پر اپنے پروردگار کی طرف سے، اور وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے۔''

ان آیاتِ کریمہ میں متقین کی صفات میں دو چیزوں کا تذکرہ ہے: ا:...... ایمان، ۲:...... اعمالِ صالحہ، یعنی اقامتِ صلوۃ وایتاءِ زکوۃ، اور آخر میں فرمایا: ''أُولٰئِکَ عَلٰى هُدًى'' معلوم ہوا کہ ایمان اور عمل صالح دونوں کا مجموعہ ''ھُدٰی'' ہے، اور سابقہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی اسی ''ھُدٰی'' کی اقتداء اور پیروی کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے۔

دوسری آیت کریمہ اور طریقۂ استدلال

''ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْکَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِيْنَ۔'' (النحل:۱۲۳)

''پھر حکم بھیجا ہم نے تجھ کو کہ چل دینِ ابراہیم پر جو ایک طرف کا تھا، نہ تھا وہ شرک والوں میں۔''

اس آیت کریمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صیغۂ امر کے ساتھ ''ملتِ ابراہیمی'' کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے، اور صیغۂ امر وجوب کے لیے آتا ہے، پس معلوم ہوا کہ آپ پر ملتِ ابراہیمی کی پیروی واجب ہے، جو شریعتِ سابقہ ہے۔

تیسری آیتِ کریمہ اور طریقۂ استدلال

''إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَّحْکُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ أَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْأَحْبَارُ۔'' (المائدۃ:۴۴)

''ہم نے نازل کی تورات کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے، اس پر حکم کرتے تھے پیغمبر جو کہ حکم بردار تھے اللہ کے یہود کو، اور حکم کرتے تھے درویش اور عالم۔''

اس آیتِ کریمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام تورات کے ذریعے فیصلے کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی من جملہ انبیاء میں سے ہیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تورات کے احکام کے مطابق فیصلے کرنا واجب ہے۔

چوتھی آیتِ کریمہ اور طریقۂ استدلال

’’شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْ أَوْحَیْنَا إِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِہٖ إِبْرَاھِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی أَنْ أَقِیْمُوْا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا تَدْعُوْھُمْ إِلَیْہِ اَللّٰہُ یَجْتَبِیْ إِلَیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَیَھْدِیْ إِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ۔‘‘ (الشوریٰ:۱۳)

’’راہ ڈال دی تمہارے لیے دین میں وہی جس کا حکم کیا تھا نوح کو اور جس کا حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور جس کا حکم کیا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو، یہ کہ قائم رکھو دین کو اور اختلاف نہ ڈالو اس میں، بھاری ہے شرک کرنے والوں کو وہ چیز جس کی طرف تو اُن کو بلاتا ہے، اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف سے جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع لائے۔‘‘

اس آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ اُمتِ محمدیہ کے لیے اس دین کی راہ ڈال دی ہے، جس کا نوح علیہ السلام، محمد، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حکم کیا تھا۔ گویا ان سب کا دین ایک ہے، اور ’’دین‘‘ ایمان وشرائع کے مجموعے کا نام ہے، پس ان تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا دین اور شریعت ایک ہے، جس کی بجا آوری کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جاتی ہے۔(۳)

پانچویں آیتِ کریمہ اور طریقۂ استدلال

’’أٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ آمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلَائِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ أَحَدٍ مِنْ رُّسُلِہٖ۔‘‘ (البقرۃ:۲۸۵)

’’مان لیا رسول نے جو کچھ اترا اس پر اس کے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے بھی سب نے مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو کہتے ہیں کہ ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اس کے پیغمبروں میں سے۔‘‘

علامہ سرخسی پہلے قول والوں کا آیت کریمہ سے استدلال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’نئے رسول کے آنے سے پچھلے رسول کی رسالت ختم نہیں ہوتی، اسی طرح ان کی شریعت بھی قابل عمل ہی رہے گی، جب تک کسی حکم کے منسوخ ہونے پر کوئی دلیل قائم نہ ہو، کیا دیکھتے نہیں ہو کہ ہمارے اوپر تمام انبیاء کی رسالت کا اقرار لازم ہے، جس کی طرف اس آیت کریمہ میں اشارہ واقع ہوا ہے: ’’وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ آمَنَ‘‘۔(۴)

نقلی دلائل مشتمل بر احادیث نبویہ

پہلی حدیث اور طریقۂ استدلال

’’عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَسَرَتِ الرُّبَیِّعُ وَھِیَ عَمَّۃُ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ثَنِیَّۃَ

جَارِيَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَطَلَبَ الْقَوْمُ الْقِصَاصَ ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: عَمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: لاَ وَاللّٰهِ ، لاَ تُكْسَرُ سِنُّهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَنَسُ ! كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْإِرْشَ۔‘‘(۵)

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: رُبَیِّع -انس بن مالک کی پھوپھی- نے ایک انصاری بچی کے سامنے والے دانت توڑ دیے، ان لوگوں نے قصاص کا مطالبہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم دیا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا انس بن النضر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، بخدا! ربیع کے دانت نہیں توڑے جائیں گے، یا رسول اللہ! رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انس! اللہ کی کتاب کا حکم قصاص ہے، چنانچہ وہ لوگ راضی ہوئے اور دیت قبول کر لی۔‘‘

اس حدیث شریف کے مطابق جب حضرت اَنس بن النضر رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا کہ میری بہن ربیع کا دانت قصاص کے طور پر نہیں توڑا جائے گا، تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: اے اَنس! کتاب اللہ کا حکم قصاص ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ’’والسن بالسن‘‘ (المائدۃ:۴۵) والی آیت ہے، جبکہ اسی آیت کریمہ کے ابتدائی الفاظ ’’وکتبنا علیھم فیھا‘‘ میں صراحۃً اس کو تورات کا حکم قرار دیا گیا ہے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات والے حکم پر عملدرآمد کا عندیہ دیا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تورات والی شریعت کی پیروی کے پابند تھے۔(۶)

دوسری حدیث اور طریقۂ استدلال

’’عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ’’مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ: (أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي۔‘‘ (طٰہٰ:۱۴)(۷)

’’ابن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو نماز پڑھنا بھول جائے، جب یاد آئے تو اس وقت پڑھے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي‘‘ .....’’نماز قائم رکھ میری یادگاری کو۔‘‘

اس حدیث شریف میں یاد آنے پر بھولی ہوئی نماز کے پڑھنے کو ضروری قرار دینے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ طٰہٰ کی آیت کریمہ ’’أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي‘‘ سے استدلال کیا ہے، جب کہ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہے، گویا شریعتِ موسویہ کے ایک حکم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دلیل کے طور پر پیش فرمایا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ شریعت ہمارے لیے بھی شریعت ہے، ورنہ اس کے ایک حکم کو دلیل کے طور پر پیش کرنے کا مطلب نہیں رہے گا۔

تیسری حدیث اور طریقۂ استدلال

’’عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ ، فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ : مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الزِّنَا؟ فَقَالُوا: نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُونَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ، إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ، فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ، فَنَشَرُوهَا فَجَعَلَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ، ثُمَّ جَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: ارْفَعْ يَدَيْكَ، فَرَفَعَهَا فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ، فَقَالُوا: صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ، فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ، فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ فَرُجِمَا، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنِي عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ ۔‘‘(۸)

’’ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرمایا: یہود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک خاتون نے بدکاری کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: بدکاری کے متعلق تورات میں کیا حکم ہے؟ کہنے لگے: ہم ان کو ذلیل کرتے ہیں اور ان کو کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگوں نے جھوٹ بولا، تورات میں رجم کا حکم ہے، پس وہ تورات لے آئے، اس کو کھولا، ان میں سے ایک صاحب نے رجم والی آیت پر ہاتھ رکھا، اور اس سے آگے پیچھے پڑھنے لگے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا: ہاتھ اٹھاؤ، چنانچہ جب ہاتھ اٹھایا تو وہاں رجم والی آیت موجود تھی۔ یہودی کہنے لگے: اے محمد! اس (عبداللہ) نے سچ کہا، اس میں رجم والی آیت ہے، چنانچہ آپ کے حکم سے وہ دونوں سنگسار (رجم) کیے گئے۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا وہ مرد اس عورت کو پتھروں سے بچانے کے لیے اس کے اوپر جھک رہا تھا۔‘‘

یہودیوں کی بدکاری کے اس قضیے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات منگوائی، اور تورات میں موجود رجم کے حکم کے مطابق ان یہودیوں کو رجم کرنے کے احکام جاری فرمائے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ پچھلی شریعتیں اب بھی حجت ہیں۔ (۹)

عقلی دلیل

صاحب کشف الاسرار رقم طراز ہیں:

’’أَنَّ الرَّسُولَ الَّذِي كَانَتِ الشَّرِيعَةُ مَنْسُوبَةً إِلَيْهِ لَمْ يَخْرُجْ مِنْ أَنْ يَكُونَ رَسُولًا بِبَعْثِ رَسُولٍ آخَرَ بَعْدَهُ فَكَذَا شَرِيعَتُهُ لَا يَخْرُجُ مِنْ أَنْ يَكُونَ مَعْمُولًا بِهَا بِبَعْثِ رَسُولٍ آخَرَ مَا لَمْ يَقُمْ دَلِيلُ النَّسْخِ فِيهَا ۔‘‘(۱۰)

’’وہ رسول جس کی طرف شریعت منسوب ہوتی ہے، نئے رسول کی بعثت کی وجہ سے رسول ہونے سے نہیں نکلتے، اسی طرح ان کی طرف منسوب شریعت دوسرے رسول کی بعثت کی

وجہ سے معمول بہا ہونے سے نہیں نکلتی، جب تک نسخ کی دلیل قائم نہ ہو۔‘‘

اس دلیل کی وضاحت یہ ہے کہ رسول کی طرف شریعت کی نسبت اس شریعت کی حقانیت اور عنداللہ پسندیدہ ہونے کی دلیل ہے۔ رسول کو اس لیے مبعوث کیا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کو اس شریعت کا عنداللہ پسندیدہ ومقبول ہونا بتلائے، پس جب کسی رسول کی بعثت کی ذریعے اس پر نازل کی گئی شریعت کا پسندیدہ ومقبول ہونا معلوم ہوجائے، تو دوسرے رسول کی بعثت سے اس شریعت کی پسندیدگی وقبولیت ختم نہیں ہوتی، بلکہ وہ حسب سابق عنداللہ پسندیدہ ومقبول رہتی ہے، اسی طرح وہ شریعت غیر منسوخ اور قابل عمل بھی رہے گی، جس طرح دوسرے رسول کی آمد سے پہلے غیر منسوخ وقابل عمل تھی، بلکہ دوسرے رسول کی آمد وبعثت سے اس کی حقانیت کی مزید تائید ہوگی۔ حسبِ ذیل آیاتِ قرآنیہ سے اس کی طرف اشارہ ملتا ہے:

’’وَأَنْزَلْنَا إِلَيْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْکِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ۔‘‘ (المائدۃ:۴۸)

’’اور تجھ پر اتاری ہم نے کتاب سچی، تصدیق کرنے والی سابقہ کتابوں کی اور ان کے مضامین پر نگہبان۔‘‘

بلا امتیاز تمام انبیاء ورسل کو ماننا اور قرآن مجید کا کتب سابقہ کی تصدیق کرنا اسی بات کا متقاضی ہے کہ پچھلی شریعتیں اب بھی عنداللہ پسندیدہ، غیر منسوخ اور قابل عمل ہیں، اس سے حسب ذیل نتیجہ ہی اَخذ ہوتا ہے:

’’أَنَّ الْأَصْلَ فِي شَرَائِعِ الرُّسُلِ -عَلَيْهِمُ السَّلَامُ- الْمُوَافَقَةُ إِلَّا إِذَا ظَهَرَ تَغْيِيرُ حُكْمٍ بِدَلِيلِ النَّسْخِ۔‘‘(۱۱)

’’انبیاء کی شریعتیں اصالۃ باہم موافق ومطابق ہیں، الا یہ کہ دلیل شرعی کے ذریعے سے کسی حکم کا منسوخ ہونا معلوم ہوجائے۔‘‘

اس مضمون کو حسب ذیل اسلوب وانداز میں بھی بیان کیا گیا ہے:

’’یعنی انبیاء سابقین کی طرف جس شریعت کی نسبت ہوتی ہے، وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی شریعت ہے، ان انبیاء کی شریعت نہیں، جو ہم سے پہلے گزرے ہیں، اس لیے کہ ارشاد خداوندی: (شرع لکم من الدین) کے بموجب اللہ تعالیٰ ہی شرائع واحکام کے شارع ہیں، اس لیے کہ اس آیت میں اللہ نے شریعت کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی شریعت کی طرف دعوت دینا اور بندوں کو اس کی تبلیغ کرنا ہر نبی پر واجب ہے، الا یہ کی کسی حکم کا منسوخ ہونا ثابت ہوجائے، جس کے ذریعے اس بات کا علم حاصل ہو جائے کہ زمانے کی تبدیلی کی وجہ سے مصلحت تبدیل ہوگئی۔ اور جب تک نسخ اور تبدل مصلحت ثابت نہ ہو، تو محض رسول کی وفات کی وجہ سے شریعت کا اختتام پذیر ہونا جائز نہیں

ہوگا، ورنہ اللہ تعالیٰ کی طرف تناقض کی نسبت لازم آئے گی۔‘‘(۱۲)

ان تمام نقلی اور عقلی دلائل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ شرائع سماویہ میں اُصل استمرار و بقاء ہے، اسی لیے ناسخ صریح کے ظہور تک ہمارے اوپر ’’شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا‘‘ کی اتباع واجب ہے، لیکن جمہور اُصولیین کا یہ مسلک نہیں، ان کی نظر میں متذکرہ بالا تمام استدلالات محل نظر ہیں۔ امام غزالیؒ نے ایک ایک استدلال کا جواب دیا ہے۔

حواشی

۱:......اُصول البزدوی، ج:۳،ص:۲۱۲۔

۲:......اُصول السرخسی، ج:۲،ص:۱۰۰۔

۳:......دیکھئے کشف الاسرار، ج:۳،ص:۲۱۳۔

۴:......دیکھئے اُصول سرخسی، ج:۲،ص:۱۰۰۔

۵:......صحیح البخاری، باب قولہ: (والجروح قصاص) رقم:۴۶۱۱۔

۶:......دیکھیے، المستصفیٰ لأبی حامد الغزالی، ج:۱،ص:۱۶۸۔

۷:......المصنف لعبد الرزاق، رقم:۲۲۴۵، ج:۲،ص:۳۔

۸:......سنن أبی داود، باب فی رجم الیہودیین، رقم:۴۴۴۶۔

۹:......المستصفیٰ لأبی حامد الغزالی، ج:۱،ص:۱۶۸۔

۱۰:......کشف الأسرار شرح أصول البزدوی، ج:۳،ص:۲۱۳۔

۱۱:......ایضاً۔

۱۲:......کشف الأسرار شرح أصول البزدوی، ج:۳،ص:۲۱۴۔

(جاری ہے)